رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۸

REGISTERD NO. A. 788



H. B. Khan Artist — [illegible] باہتمام [illegible] ایڈیٹر [illegible] شائع ہوا — [illegible] Lucknow

قیمت فی پرچہ ۳؍

منیجر کی نہایت ضروری عرض

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی للعہ سالانہ قیمت لیجائے گی یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ لوات کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازون کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظرافت پرچہ ہے اور مدتون سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونے کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیان ناظرین دریافت نہیں کرسکتے۔ ہر ایک نمبر مین نئے مضامین ہوتے ہین ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اُس مین آپ کے مذاق کے مضامین نہون۔ اور دوسرے پرچے مین آپکے حسب خواہش مضامین ہون۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائین اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید طلب و مذاق کے موافق معلوم ہون تو چھ ہفتہ کے اندر تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہین۔ وہذا بخیر شبالبلاست۔ بندہ پروری ایک مشہور یکتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہین ڈال سکتے تو انھین لازم ہے کہ چھ سالانہ خریدارون سے قیمت بھجوائین اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کروالین۔ مدام و درم نہین تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائین۔ مذہب یا نادار یا یتیمی کا واسطہ دلانا طلان حمیت ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہین سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہین۔ یہان سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہین وہ راستہ مین گاؤ گپ ہو جاتا ہے لیکن ہمیشہ ہوتا ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب مین پانچ چار جناب نامہ منیجر کے نام ضرور آتے ہین۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزارون خریدارون کے دوتھانے پر بیاد منیجر خود نہین پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے بس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائین ناخوش کرنا مقصود نہین ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہین ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب مثلاً تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہین کیجاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاک خانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت مین منیجر اودھ پنچ کا نام نہین ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین۔ اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق نہونگے وہ شایع نہونگے اور انکی واپسی پر بھی ہم مجبور نہین ہین۔

(۱۰) مضامین صاف خط مین کاغذ کے ایک ہی رخ پر لکھے جائین۔ مذہبی حیثیت کسی شخص یا قوم کی تنقیص ان مین نہو فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہین انھین خطوط اور منی آرڈر مین نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

لطف •

ہر ماہ صاحب بہار کا طب شاہ ہی عالم صحت جو بلکہ حکیم صاحب بجا ہے وہ علم کا ہے تیار کرکے قدر دون کا خواہشمند ایک ہی گو نفیست جانیے اور منگا لیجیے۔ اگر بے آزمائش ورنہ دو منگوا کر بلانہ کیجیے۔ قیمت فی نسخہ ایک محصول ڈاک (۳؍)

سید قاسم حسین
دفتر اخبار اودھ

• لطف حیات کے متعلق بہ اعتبار افادہ عام سراپا مفصل اشتہار صفحہ ۲ و ۱۱ کے درمیان ضمیمہ مین ملاحظہ ہو۔

جلد ۱۳ نمبر ۱۴

مضامین

۱۳۔ اپریل ۱۹۳۱ء

ٹھیک جو بات ہو وہ آپ بتائیں ہم کو
ایک شعلے سے بھی ممکن ہے چراغاں ہونا

طالع خوردہ معانی و کشاف رموز نکتہ دانی
جناب مولوی پنچ دام فیضہ۔

بعد سلام کے گزارش ہے یہ دعا رہتی ہے کہ آپ شائقین علم کی دلچسپیوں کے لیے یوں ہی ہمیشہ تحفۂ ظرافت پر جلوہ افروز رہ کے گم گشتگان جادۂ ادب کی رہنمائی کے فرائض بعنوان احسن انجام دیتے رہیں۔

ہمارے ضلع فرخ آباد سے فرخ و حبیب نامی دو جریدے ہفتہ وار شائع ہوا کرتے ہیں...... ان دونوں کے درمیان شعر مندرجہ بالا کی صحت کے متعلق ایک عرصے سے گرما گرم بحث چھڑی ہوئی ہے جو ختم ہونے کے بجائے شیطان کی آنت کی طرح روز بروز بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ ہر فریق اس کوشش میں مصروف ہے کہ اپنی بات رہے اور اس کا حریف اس لفظی محاربے میں ہار مانے۔ شعر مندرجہ

کشتگان سوز غم کو شمع تربت کیا ضرور
داغ دل سے شعلہ جب نکلا چراغاں ہو گیا

معترض کہتا ہے کہ ایک شعلے سے چراغاں ہونا ممکن نہیں اور حبیب یعنی مصنف شعر اپنے دلائل سے اپنے شاعرانہ خیال کی تائید کرکے اعتراض کو مسترد کر رہا ہے۔ چنانچہ یہ بحث کچھ طول اختیار کر گئی ہے کہ جس کا سلجھنا آپ کے ناخن عقل کی معاونت کے بغیر آسان نہیں۔ پس جب تک آپ یا آپ کے مکتب درس کے فارغین اس باب میں اظہار خیال نہ فرمائیں گے فریقین اور ان کے رفقاء کی تسلی ہونا دشوار ہے۔ شعر گوئی اور شعر فہمی دونوں مشکل باتیں ہیں۔ لیکن حکما کا قول ہے کہ

خوش گفتن گرچہ زر سفتن بود
لیک فہمیدن بہ از گفتن بود

ان تمام مشکلات کا لحاظ فرما کے شعر مذکورہ صدر کی بابت آپ اپنا فیصلہ ناطق جلد صادر فرمائیے تاکہ اس بحث کا خاتمہ بالخیر ہو جائے اور جانبین کے مابین تلخ تحریروں کی نوبت نہ آئے۔ مجھے آپ کی علم پروری اور ادب نوازی سے امید قوی ہے کہ آپ ازراہ عنایت میری عرض کے متعلق خامہ فرسائی کی تکلیف گوارا فرما کے فریقین کے علاوہ مجھے اور اس بحث میں دلچسپی لینے والے دیگر حضرات کو ممنون منت فرمائیے گا۔ زیادہ نیاز

راقم شیر سنگھ نعیم گوردی

پنچ۔ حضرت پنچ کے نزدیک فرخ صاحب کا خیال بھی صحیح ہے اور حبیب صاحب بھی حق پر ہیں۔ "چراغاں" کا عام مفہوم یہ ہے کہ تمام شہر چراغوں سے آراستہ ہو جس طرح لاٹ صاحب کے آنے کی خوشی میں اودھ کے تعلقہ دار لکھنؤ کے اپنی دولت کا تماشا دکھاتے ہیں۔ لیکن اہل زبان کبھی کبھی اس مفہوم کی پروا نہیں فرماتے ایک ہی چراغ کی روشنی پر "چراغاں" کا اطلاق درست سمجھتے ہیں۔ "چراغاں" سے مطلب محض روشنی ہے چاہے ایک چراغ کی ہو۔ سفرنامہ سیتی ملیبار میں سیف اللہ بہمانی نے "چراغاں" سے چراغ جلنے کا وقت مراد لیا ہے ایک دوست سے ملنے کی رخصت لینے کا وعدہ تھا اس محل پر کہتے ہیں "چراغاں ترسیدہ بود کہ بخانہ ش رفتم یعنی چند دقیقہ پیش از وقت" اس عبارت سے بھی یہ بات نکلی کہ جھگڑنے والے اپنے اپنے مطلب دوسرے کے موافق کام لے سکتے ہیں اگر ایک بزرگ فرمائیں کہ متعدد چراغوں کا مفہوم چراغاں اس عبارت سے ہوتا ہے تو گنجائش موجود ہے۔ علیٰ ہذا القیاس دوسرے صاحب کہیں کہ مقصود ایک ہی لیمپ یا چراغ ہے جو گھر میں جلتا ہے تو بھی درست میں خلل نہیں ہوتی۔

دیجیں چراغاں شب مہتاب بیا وشمیرہ

ہر چراغ شب مہتاب ہی کا ارادہ ہے چراغاں میں لطف اور دونوں صحیح کا نہیں ہے۔ اگر دونوں کی تحسین نہ کی تو پھر دونوں کی حمایت میں سند پیش کی جا سکے گی۔ بہرحال ایسا زمیر خود تو بہتر ہے کہ ایک تحریری بحث کا انجام خوش گوئی پر ہو۔ اور یہی دل میں بجا ہے تو بہانے بجھائے ہوئیں تاکہ ایک کو دوسرے سے شکایت نہ زیادہ زیادہ۔

کاروان

حضرت پنچ۔ گزشتہ ایام میں روزنامہ لکھنؤ کی ایک تاریخ پر چند سطریں شائع ہوئی تھیں۔ مگر یوں وہ مقام ہے جہاں اردو کا نام شناسی بہت غنیمت ہے چہ جائیکہ روزانہ یا ہفتہ وار پرچے کی اشاعت اردو کی۔ مگر اس کے باعث بقول بدنصیبوں کے گشت کی صورت دیکھتے ہی پیٹ میں گھبیلی پھرنے لگتی تھی وہ بند ہو گیا تو بہت دل گرا اور گویا کوئی آہ نکلی۔

اب ایک ہفتہ وار بنام "کاروان" نکلا ہے۔ ہمارے ارباب کاروان سے بھی اسی طرح وابستہ ہیں جس طرح "لکھنؤ" سے تھے۔ خدا کرے کاروان کا سفر ہمیشہ جاری رہے اور راہزنوں سے سابقہ نہ پڑے۔ جرس کی جھنکار رہے تو رہتی دنیا تک۔ ہم تو خوش ہونے والوں میں ہیں ہمارے دل میں کاروان کی طرف سے مطلق غبار نہیں۔ البتہ ان لوگوں سے شکایت ہے جو محنت کیے بغیر خواہ مخواہ اردو کو ذلیل قافیوں کا مخزن بنا رہے ہیں۔ یار بغیر شاعری کے صدہا آدمی ہر وقت زندہ ہیں اگر تو ناکامی میں رتی بھر فرق نہیں آتا پھر تم کیوں یہ سمجھتے ہو کہ "اگر تخلص نہ ہوا شعر نہ کہا تو زندگی کس کام کی"؟

ملاحظہ ہو حضور کی طبیعت داری۔ واللہ ایک شعر بھی وزن و بحر کا احسان مند ہو تو جیسے کہ ساری محنت برباد ہوئی۔ ہاں ایک بات ہے ہمارے شاعر صاحب ڈراما بھی لکھتے ہیں جو ڈرامے کی تعلیم دلانے کے لیے ہوتی ہیں اور گری

بکھیڑوں سے جہاں کہیں وزن میں جھول ہوتا ہے
ایک ہی لا کر بیٹھتے ہیں اس طریقہ پر اگر کوئی صاحب
عمل فرمائیں تو دوسری بات ہے۔
ایک لطف اور بھی ہے شاعر نے پوری نظم
ایک بحر میں نہیں کہی ہے پوری نظم یا قطعہ
ایک ہی بحر میں کہنا پرانے شاعروں کا دستور ہے
حالی کی تہذیب ایک ہی بحر کے باپ کی نوکر
نہیں تمام دنیا ایک ہی زمین میں جب تو ایک
ہی نظم میں مختلف و متفرق بحریں کیوں نہ ہوں
بعض جگہ ایک ہی شعر میں کئی وزن ہو گئے
ہیں۔ اللہ ری استادی۔

صبح بہار

دو عطر بار آئی — صبح بہار آئی
ہونے شگفتہ آئی — ہر غنچۂ گلشن پر
ہمراہ نسیم سحری — شبنم کی سواری
ہر خاک گھری گھری — ڈالی ہے گھبرا کر
چلا دو سوئے غربت — تاروں کا وقت رخصت
نکلی آسمان کی رنگت — ہوئی روشنی زمین پر
کیا دلفریب منظر — دشت و جبل منور
اور کہکشاں کا لشکر — آمادہ صف شکن پر
مشرق زلیخا ہے — حسن ید بیضا ہے
یا طور کا جلوہ ہے — آفاق کے صحن پر
باد صبا میں تیزی — کیا بوئے مشک بیزی
قدرت کی دل آویزی — اس وقت سمن پر

نایاب اور بیش بہا تحفہ

جناب ... صاحب ... [illegible]
کراچی ... جنگ کی ضرورت ... [illegible]
... حکیم سید ... نواب صاحب ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... [illegible]
... قیمت فی شیشی ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

ملنے کا پتہ ... [illegible]

اک حالت وجدانہ — کیوں ہوا گلشن آ
وہ طائروں کا گانا — ہر شاخ و شجر پر
لشکر سے کہیں ہوا ہیں — کہیں ہیں رو کہیں
پھیلے ہوئے ہیں سبزے — کوئی فرش زمین پر
سرو کا سبز مغفر — کلیوں کا سرخ کالر
گل بوٹیوں کی جھالر — ہر گل کے دامن پر
غنچوں کا کھلنا بجا نہ — گردش میں ہے پیمانہ
خنجر چلا مستانہ — اب لوہے کی گردن پر
ہر جو ذکر باری — شاخوں پہ وجد طاری
تسبیح خدا جاری — ہر سرو یاسمن پر
وہ خاک ہو ذریب ہے — نکلا ہے اک ساغر
کہیے وہ جہاں منور — آکر وہ مسکن پر
افزا و پیر گرمی — ہے لطف ہم آغوشی
اللہ یہ مدہوشی — اے دل ابھی اسی جا پر

ذاکر

ا-م-م

نامۂ عطوفت مشمول آرا بیگم بجواب نصیحت نامۂ لارڈ ارون

نمبر ۲

(تحفہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۹ء)

ان تو سنو صاحب۔ میں جلے پر جلے گر جانے اور میزبان کی جان تک جیب کر جانے کی رسم پرانی ہے۔ ہم آتے ہیں ہم آتے ہیں۔ کتنے کتنے آزمان صاحب وندناتے ہوئے نازل ہو ہی گئے۔ روشنی کی شیشوں اور آتشبازی کے طاقوں میں اسٹیشن سے لے کے قیام گاہ تک بجلی چمکی رقم صرف ہوئی۔ سیاست کا تقاضا ہے کوئی کیا بیچارہ رئیس ہے مجبور مجبوراً مارے جان ہولی پر ہے کہ عزیز مہمان ہے تنگ پڑا رکھا گھر رہے باز جو کہیں خدا نخواستہ چائے پانی میں کمی خاطر داری میں کوتاہی ہوئی تو تنقی آ نشین گلے پڑیں گی۔ قرض لو اور بھرنا بھرو۔ قرض نہیں تو گھر کی تیاریاں بیچیا گر میں کا ٹھاکر کرو۔ یہ نہیں تو پھر

طاری ہے۔ ... کا گرد ... مجلس ... کا آئینی طریقہ پر قسم کی سختی کی جو سیاسی ... عمارات میں بھی ... ہے ایک شخص انتظامی مجلس میں ... کے عملے کرنا مال ... کو بھی سپیشل کا رونا رونا شروع ہے اور ... والے کی صورت دیکھ کے بیہودہ تکتے ہیں، لیس قانون پاس ہو جاتا ہے قانون پاس ہوا لیکن وصول ہونے لگا جیسے وصول کے گھروں میں گھی کے چراغ جل گئے۔ مثال کے طور پر فرض کرو کسی حاکم کو شیطان نے جنگل دکھائی وہاں یہ اس بات کا خیال ہوا کہ ہائے ہائے آج تک ہندوستان کے جنگل درختوں کا حال دریافت نہ ہوا۔ کتنے قسم کے درخت ہوتے ہیں۔ افسوس حکومت کے سفید دامن پر یہ بڑا سا کالا داغ ہے ہم مہذب حکومتوں کو کیا منہ دکھائینگے۔ ہندوستانی تو ہوتے ہی ہیں بھولے بھالے انہوں نے کسی بڑے بڈھے کو پکڑ کے پھانس لیا۔ ولی صاحب صاحب آپ جانتا ہوں کہ ... میں کتنے قسم کا درخت ہوگا۔ اور ... [illegible] ... ہدایت میں مسٹر ... درخت جانتا ... سو ... ہیں۔ ... صاحب اس وقت سن کے پی گئے مگر کونسل کے اجلاس میں ماتمی صورت بنا کے فریادی چہرہ بنائے سر جھکائے منہ بنا کر اس وضع سے کھڑے ہوئے جیسے دشمنوں کے بیان کوئی بڑا حادثہ ہو گیا۔ پہلے سے نوٹس دے چکے تھے تقریر کا وقت مقرر ہو چکا تھا پیر وقت کھانسے کھنکارے رومال سے آنسو پونچھے دو چار ہچکیاں لیں تین چار دفعہ آہ کی اس اثنا میں سینہ کوٹنا اور فرمانا شروع کر دیا۔ اے بھارت ماتا تیرے گھر میں جہان بھر کی خوبیاں ملتی ہیں ... ہم ناقدرے ہیں۔ بھارت ماتا کے بچے ... اپنا منہ ... ایشور کی مار ... تمہیں ... نہیں کہ جنگل میں ... کے ... ہیں

-جہاں اس سے [illegible] طرح کے فائدے حاصل کر سکتے ہیں
ملک میں عمارتی لکڑی کی بہت کمی ہے ہر سال لاکھوں
سے باہر کی لکڑی ملک میں آتی ہے اگر [illegible]
ہوتے تو ملک کو یہ نقصان نہ اٹھانا پڑتا۔ لکڑی ہی
کا [illegible] ایک [illegible] ہے [illegible] لگ سکے ہیں [illegible]
لکڑی ہی کے ایک گلی کو اپنا سارا راج پاٹ پیش
کر دیا تھا۔

شمرو۔ جب دیکھتا ہے کہ اس تمدن کے زمانے میں
ہمارا ملک اس بارے میں کیسی دور اندیشی دکھاتا ہے
آج کل [illegible] کے جاننے والے ہندوستان میں نہیں
ہیں جیسے یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے
ملک میں کتنی قسموں کے درخت پیدا ہوتے ہیں
اور جب تک ہم یہ معلوم نہ کر لیں اس وقت تک ہمیں
کوئی حق نہیں کہ مہذب ملکوں کے سامنے [illegible]
پانے کا دعوے کر سکیں بھلا وہ بھی کوئی آدمی ہے
جو یہ نہ بتا سکے کہ اس کے جنگلوں میں کتنے درخت ہیں
اُن کا نام کیا ہے۔ لہٰذا میں تجویز کرتا ہوں کہ [illegible]
سے ایک [illegible] تین کروڑ روپیہ [illegible]
رکھا جائے اور ملک کی پیشانی سے یہ کلنک
کا ٹیکا دور کیا جائے۔ یا [illegible] اپنی قسمت پر
[illegible] غیرت اور عزت
کے ساتھ مرنا بے حیائی کی زندگی سے ہزار درجے
بہتر ہے۔ [illegible]
قسمت پر رو اپنی غفلت پر آنسو بہا۔ اپنے ملک
کی بے حیائی پر [illegible] کے آنسوؤں کے چشمے جاری

کرے۔ [illegible] ایسی بنیاد [illegible] بعد کو [illegible]
حفاظت کرے۔ تجویز پاس [illegible]
تجویز [illegible] بات [illegible] آئینی طریقوں پر ٹیکس
جاری کرنے کی صورتیں ایسی ہی ہوتی ہیں [illegible]
[illegible] یہ طریقے معلوم نہ تھے [illegible] تو پھر
کام کی چیز ہے ابھی دیسی ترقی ریاستوں نے نہیں
کی [illegible] ٹیکس [illegible] کی [illegible]
[illegible] کے آئینی طریقے سے جاری کریں گی۔ ایسے ٹیکس
کی [illegible] ہے۔ [illegible] نہیں ہو سکتی [illegible]
نہیں [illegible] جائے گی [illegible] کے
[illegible] آنکھیں نکالیں گے۔ [illegible]
[illegible] سال غریب ریاستوں
پر [illegible] کا اتنا بوجھ پڑتا ہے کہ سالہا سال [illegible]
[illegible] ہیں۔ [illegible] ریاستوں کو نصیحت کی
[illegible] حاکموں کے [illegible]
ریاستیں انگریزی [illegible] کی [illegible]
[illegible] اس قسم کے [illegible] ریاستیں [illegible]
اصلاح [illegible] کی طرح [illegible]

کی بے [illegible] دیکھ کے [illegible] گردن
جھکا لی جاتی ہے۔
خلاصہ یہ کہ تمہاری پہلی نصیحت کے الفاظ تو بہت
[illegible] یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی [illegible] نے
اصول [illegible] کی [illegible] بنا کے رکھ دی ہے مگر
[illegible] رکھنے ہی کی [illegible] کے۔ اگر رعایا کی [illegible]
قانون بنانا کوئی [illegible] بات ہے تو پہلے تم کو اپنی حکومت
کی طرف نظر کرنی چاہیے کیا رعایا کی خواہش نہ تھی
کہ نمک کا محصول کم ہو پوسٹ کارڈ کی قیمت گھٹے۔
[illegible] نے اتفاق [illegible] کی کثرت سے [illegible]
تجویزیں پاس نہیں کیں؟
اسے [illegible] انگریزی [illegible] ایک [illegible] کی
[illegible] جب ایک [illegible]
حکومت میں [illegible] کے [illegible] رہ گئے۔ یہ
[illegible] قانونی [illegible] بنائے جاتے ہیں اور ان کے
پاس [illegible] قانون [illegible] ایسے [illegible]
ہیں کہ [illegible] جاتے ہیں [illegible]
[illegible] اور [illegible]

بعدالت جناب ڈسٹرکٹ جج صاحب بہادر گونڈہ

مقدمہ [illegible] ۱۹۳۰ء [illegible] اپریل ۱۹۳۰ء
[illegible] ساکن [illegible] گونڈہ
ضلع گونڈہ [illegible] بنام
[illegible]
[illegible] صاحبان
درخواست [illegible] ۱۹۳۰ء [illegible]
[illegible]
کو [illegible] اطلاع دی جاتی ہے کہ [illegible]
[illegible]
[illegible] قرار دیا گیا۔ [illegible] تاریخ
مذکورہ [illegible] درخواست [illegible]
پیش کرے۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

سمن قرار داد امور تنقیح طلب

(آرڈر ۵ - قاعدہ ۲۰)

بعدالت منصفی [illegible]
[illegible]
مقدمہ نمبر [illegible] بابت ۱۹۳۰ء

۱- [illegible]
۲- [illegible]
۳- [illegible]

بنام

[illegible]
[illegible] اپریل ۱۹۳۰ء [illegible] جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم بخط انگریزی

مہر عدالت

گر چکے ہیں اور ایسی ریاستوں اور خود مختار کیسوں کا
کیا پوچھنا؟
جو وہ زندگی یہاں پائی جاتی ہے ابھی تک بہتر ہے
کی رعایا اس سے زیادہ نہیں ہے حالانکہ یہاں انگریزی
حکومت ہے اور وہاں بڑے بڑے دھوں کا راج ہے
میری جان! ذرا سی احتیاط کی کمی [illegible] قانون کا مدعا
سے فائدہ ہی ہے یا کہ اور کر رہا ہے آرام سے رہو
رعایا خوش رہے۔ اگر آرام نہ ملا ہو تو دونوں
تو پھر آئین اور بے آئین برابر ہے۔ ریاستیں آئین
مقرر نہیں کرتیں یہاں آئین بنتا ہے مگر زمانہ توڑا
جاتا ہے۔ آل ایک ہی ہوا۔ چاہے ادھر سے ناک
پکڑ لو چاہے اُدھر سے۔

اب میں دوسری نصیحت کی طرف قلم کا منہ
پھیرتی ہوں۔ تم کہتے ہو کہ ریاستیں عدالتوں کو اپنے
فیصلے اور انصاف چکانے والوں کو آزاد کہیں
بہت ٹھیک اے تمہارے منہ میں گھی شکر۔ سچ
ہے کہ منصف قاضی اور حاکم کی رائے آزاد نہ
چھوڑی جائے تو انصاف کا نام لینا فضول ہے
مگر میری جان! اتنا ہی قانون کی پابندی کا نام تھا
نہیں ہے اور حاکم کی رائے اسی وقت تک آزادی کی
مستحق بھی جا سکتی ہے جب تک اس کی تمام جس باز
پرسی کا ظرف نہ ہو۔ ہندی نے دو صوبوں میں ہزار بار الل
سفید نہیں کیا ہے۔ دنیا اچھی طرح دیکھی بھالی ہے
ایک خون کے متعلق زنانی کا [illegible] کے بیچ کا فیصلہ تیار کیا
کا فیصلہ [illegible] برس اس مرتبہ تھا اس
بیچارے کی وجہ سے اپنی جگہ سے ہٹنا پڑا کیونکہ
افسر انصاف کے خلاف اسی پر بار ڈال دیتے تھے
اپنے فیصلے میں گورے بیچارے کی دو دعوتیں کی اچھی کھری
خود بھی گورے بیچارے کا آدمی تھا اور منصف مزاج
بھی تھا۔ وہ نہیں کہ کسی نادانی کی ہو۔ وہ حل ہو گیا
مگر ان حاکموں سے کوئی باز پرس کوئی پوچھ گچھ کی
پرسش نہیں ہوئی کس کے منہ میں دو دانت تھے
جو وہ صاحب کے منہ لگتا۔ میری جان! بات تو یہ ہے کہ
ہے کہ کسی انسان کی گردن ٹوٹ جائے یا کسی دوسرے شخص کے
جنگل میں [illegible] جیسی ہو اور وہ گردن بچا کر کے لڑکی

اور خود ہی ایک ان کی رہنمائیاں ہیں مگر [illegible] حاکم
کسی ملزم کی [illegible] کرنے پر آ جائے تو قسمت کی کیا مجال
نہیں ہو اس کی ناراضی کا خیال نہ کرے۔ فکر ہی پیدا
ہو کر لی چلی گئی ہے۔ [illegible] کا قدر ہے تو وہ کشش کا
دعویٰ کرتا ہے ایسی حالت میں افسر صاحب کا بابو
گناہ بھی قاضی یا منصف یا مجسٹریٹ کی نگاہ میں
بھلا ہو کا کہ صاحب کہیں یا نہ کہیں جانب گئی کے
بیچے صاحب کا کتا ہو یا کسی کا لال ہے [illegible] افسر
کی خدمت میں سلام کرنے گیا۔ اور انہوں نے فرمایا
جو مجسٹریٹ صاحب ہمارے بچے کی کلائی کی ہم
نے حرام کا [illegible] جن کے ارادہ [illegible] آپ کے
اجلاس میں ہے۔ مجسٹریٹ صاحب کی [illegible] کی
فوراً عرض کی کہ درست ہے میں نے جان تک
خود کیا الزام اور [illegible] نہیں جان نہیں ہے اس
کی [illegible] سے زیادہ ہے مگر جج میں تحت [illegible] عقل
ہے [illegible] اکثر نے اپنے بیان میں کہا ہے کا اکثر دیکھا ہیں
جنتے وقت پاگل ہو جاتی ہیں یہ ایک نیا [illegible]
مرض ہے غصہ [illegible] حاکم کے حق میں ایک [illegible]
زیادہ بچنے پھرتے پڑتے ہیں۔ بہرحال حضور
مطمئن رہیں۔

ایسی باتیں ہمارے ہو لی رہتی ہیں مگر [illegible]
کا قانون ایسے لوگوں کی بدنامی کا پردہ پوش ہے۔
ایک وکیل بھی جو سرکاری بے انصافی اپنے موکل کے
حق میں دیکھ رہا ہے چوں نہیں کر سکتا۔ کوئی اخبار
والا بھی چوں کرے تو [illegible] کس کا ہے۔ اگر
عدالتوں کی آزادی ایسی ہی ہوتی ہے تو پھر ہر ملک
کی عدالتیں آزاد ہیں کوئی ملک آزادی سے خالی
نہیں۔ ایسی آزادی ہمیشہ حاصل رہی اب بھی
ہے اور آگے رہے گی۔ نصیحت کی ضرورت نہ تھی
تم [illegible] رہتی دنیا تک بہت سی عدالتیں ثبوت
لینے میں آزاد ہیں جن کو سمت کہنے میں آزاد
ہیں گواہوں کے بیان لکھنے میں آزاد ہیں [illegible]
کار روائیوں میں آزاد ہیں اور سب سیاست
اخبار کے [illegible] کا واقعہ ابھی تازہ ہے [illegible]
اجلاس اور کارروائی [illegible] میں آزاد ہیں [illegible]

آزادی کا وہ دورہ ہے [illegible] کی تاریخ نے مجھ کے
غصہ سے میری [illegible] یا نہیں [illegible] چل
ہے۔ ایک دن کا قصہ سنو نواب آئے [illegible]
تھیں اپنے غصے کی آگ میں [illegible] رہی تھی [illegible]
سب سے [illegible] رکھا تھا کا آج [illegible]
تھیں آزاد [illegible] رنجیدہ یا نواب گھر کی ہے
بیچارے کو ذرا [illegible] کے بعد معلوم ہوا کہ [illegible]
[illegible] کھٹکھٹا کے کوئی [illegible] والی وہ نے
میاں سمجھی نے [illegible] سن پھر آہستہ آہستہ نام لے
کے پکارنے لگے۔ اے گھانی خانم [illegible] سعادت
گھسیٹی بیگم [illegible] اے بھائی [illegible] دروازہ کھولو
[illegible] کیوں کر [illegible] یا جواب نہ دیا [illegible]
آزاد [illegible] چل [illegible] کیا سب کو سانپ سونگھ گیا
دیر [illegible] کوئی جواب نہیں دیتی
جب میں نے دیکھا کہ غضب [illegible] گئی [illegible]
پانی [illegible] پاس [illegible] چلی آئی [illegible]
[illegible] سینے میں شرابور [illegible]
کہنے لگے [illegible] کیا [illegible] پکارتا ہوں
تو جواب ہی نہیں دیتی ہو۔ گھانی خانم نے کہا
میاں آپ تو جانتے ہی ہیں بہت بیوقوف ہوتی
ہوں۔ [illegible] بولی میاں میں تو سودا لینے بازار
گئی تھی اب آئی ہوں بھلا آپ پکارتے اور میں
جواب نہ دیتی۔ سعادت نے عذر کیا کہ حضور میرے
کان دو مہینے سے بیکار ہیں۔ گھسیٹی نے جواب دیا
خداوند مجھے زور کا بخار چڑھا ہوا ہے غش میں
پڑی ہوں۔ ان میں سے ہر ایک آزاد تھی [illegible]
کسی کو منع نہیں کیا تھا کہ اصلی وجہ نہ بتائے مگر
کسی کی مجال نہیں کہ صاف صاف کہہ دیتی
"بیگم صاحب نے منع کیا تھا" انہوں کی خاطر
ہر قسم کا جھوٹ بھی آزادی سے بولا جا سکتا ہے
اب میں پوچھتی ہوں کہ یہ تمہاری آزادی ابھی
یا انصاف کی پابندی؟

(باقی آئندہ)

(۱۱)

منقل آرا بیگم



گیت

آستائی :- بسیرا ہے قوم کا ٹیلر پیارے تو ہے"

انترہ :- موتی بھی سو ہے رنگا بھی سو ہے۔ سو ہے نگینہ وہ ٹیلر پیارے تو ہے"

نگارستان اُردو

" رتّا صہ "

نمبر ۳

(لکھنؤ ۱۰ اپریل ۱۹۳۳ء)

لکھنؤ کی ایک مشہور مذہبی اخبار کی راے کے بعض قدیمی آشناؤں نے نماز پڑھنے پر مجبور کیا پڑھی کبھی ضرورت تھی مگر اس طبقہ سے آزادی کے بعد نماز کسے یاد رہتی ہے ان آسان طریق نجات رکھنے والے نے عزم قدرتی ہے کہ پنجشنبہ کے دن نماز عصر میں مسجد گھر کے حضرت شاہ مینا کے مزار یا حضرت عباس کی درگاہ میں ایک کرشمہ دیں و دنیا کی زور ہی لوٹنے چلی جائیں۔ پانچ وقت کی نمازیں بڑی کٹھن تھی۔ خدا کی فرمائش تو فیر کو آتی ہیں کی فرمائش دہاتے تھی۔ قرآن کے جیسے سے پھر نئے سورہ پہلے سے یاد تھے ترکیب یاد نہ تھی۔ نیت باندھ کے کھڑی ہوئی سورت فاتحہ کے بعد کسی طرح یاد نہ آیا کہ اب کونسا سورہ پڑھے۔ آخر بجلی کی لپک کے رتّا صاحب (آخذ ناسخی) کو متوجہ کیا۔ اشارہ سے پوچھا اب کیا پڑھوں۔ اُن کی سمجھ میں اشارہ نہ آیا آخر نماز توڑ دی پڑی اور جھنجلا کے بول اٹھی ارے نگوڑے مرزا نماز کی آشنائی تو سمجھے یاد ہے اترا بھول گئی چپا کہ کے ہو کیا پھر بیان حکایت سے مقصود یہ ہے کہ ہر ایک پیشہ ور جو اپنے کام میں منہمک رہتا ہے اپنے پیشہ کے محاورات بات چیت میں استعمال کرتا ہے۔ نیک آشنائی، نغزہ، سنجائی، اکبر کی نماز میں بھی نہیں بکی۔ مولوی نگار صاحب میں قبل خود جاں و تن مشکیں طرح مضامین اور دوسری طرح دھنگی ترکیب سے کیونکہ علماء وقت اگر انہیں کسی علمی مسئلہ میں تاویل ملتا دیکھیں تو بہائی جاتی ہے علماء کی صحبت علامہ موصوف کو ایک معمولی دوستی سے یہ ان افتراقات میں آشنائی کی گاہیں کرتے ہیں علامانہ انداز سے

رنڈیوں کے ناچ پر لطیفہ غلطی ہوتی ہے یوں عربی ہم اور عربی الفاظ میں الف ہے کے ساتھ پھر فارسی جمع علامہ مزرب بنتے لگے کہ ناجائز ہیں اور ایسا ہیات علامہ ورسنگ آشنا اہلِ ہیچمیات عنوانات علامہ دینے لگتی ہے حقیقی علم فضل کا صرف صحیح اور رنگ کی صحبت کے سوا اور کہاں ہو سکتا ہے؟ مبارک ہیں وہ بورتاسہ کی نقل جس میں اصطلاح منشی سجاد حسین مرحوم بانی اردو پنچ شیخ الاسلام نہیں فرمایا کرتے۔



نیرنگئ عمل و تمام عمل

بادکریں ہے ایک ہی ہاتھ میں سب کرنا ہے

ہندستان ان ہماری کا ہی بجاؤ سے کھیلو

قرآن کے واسطے عمل خوب ثابت ہے کہ قصیدہ عمل تورین کر کبھی یہ بھی نہیں کیا سنی کہ جاہل آدمی الفاظ کے نقل میں بہک جاتا ہے۔

ایک مولوی صاحب نے اپنی بیٹی سے کہا سکھا جا کے بھائی صاحب سے کتاب صحیفہ کامل لے آؤ کہا گیا اور بولی بھائی صاحب کہتے ہیں آپ کی چچی جا املا وضیفہ کامل اگن میں ہے برادر خورد کی اس گستاخی پر بڑے بھائی صاحب کو طیش آیا ممکن ہے کہ رتّا صہ نے ان لوگوں کے سامنے کے

بارے میں مضمون نگار صاحب نے رتّا صہ سے فرمائش کی ہے کہ ان آنکھوں تک میرا ایک کو بیچ نئے نمونہ علامہ کے الفاظ تصرف کے ساتھ نقل کیجئے ہیں مثلاً یسیر الحصول کو "دسالہ سول"، "اتحفی کے تنزع" کو بجمکمیں فن فہمیں، "قطع روائی" کو "کرنی فوشاہ" کو کمس یکسات و جزئیات" کو "دارجی بات" ہے۔ تیسر کیا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ہماری نقل قول ماشی بالکل ناکام رہی ہو یا سمجھی ہو کہ علامہ با اقتضائے حقیقی علم فضل و حسب معاوزی سنزل درس کی عبارت سمجھے اور زلیفہ پڑھ دے ہے۔ اسلئے کہ جواب علامہ کے مضمون کی تان ان الفاظ پر ٹوٹی ہے؛

" وہ کرم میں کہتا ہوں۔ پھر تو ہیرا کام ہے کہ
تیرے مسجدوں کی پستش عالم کے ہر بزرگ میں
اور تیری رضا کی ساری دنیا میں گردوں میں
کہ جب کہ اب تجھے اختیار ہے خواہ پرستیدہ عالم
بن یا پرستار کو بنا "

دیکھا آپ نے رتّا صہ کا اردو۔ غیرت گرمی کر کے یہ وہ رنگ رفع کر بنانے کا سامان نہیں بنتا میں صلاحیت تو موجود تھی۔ اور معبودہ عالم بنانے تو رنگ بنا تھا یہ "پرستیدہ" کہنے سے معلوم ہوتا ہو گئے وہ سمجھیں گے کہ یہ کوئی نیا جائز مشتقات کی جھیری سے نکل جاتا ہے۔ یا حقیقی علم فضل کو رعایت میں پرستیدہ سازی بھی ہوتی ہے۔ طرح طرح کے فقرے ڈھلتے ہیں۔ اس چڑیل کو کہنے نے کاٹا تھا۔ علامہ موصوف کے کہنے پر بھی اور ناچنے ناچنے ایک ہی چکر میں خدا کی تجلیاں خدا کی کاٹو کاٹا بجاتی اور نہ اپنا کوئی کا ناچ چاتی عالم بھر کے قسم نہ رے زندگی بچے دوستی بھیجا گئیں یا خدا تمہیں پر فخر کرتے ہیں خدا گڑ علامہ وہ خدا تھی بچنے سے انکار کر گئی اسے بدقسمتی۔ وہاں زندگان دیار کو لازم ہے کہ اپنی اردوان ناچیار کے حق میں یہ الزام کریں اور حضرت علامہ کی ترکیا دھی پر دھتا دیں۔ "اسے نیاز دے نہ تو پھر کا مضمون کا سایہ رہے۔ خیر یہ تو زینا ہا قصیدہ ہے کہ بنانے انشا کرنا اپنا فعل اختیار ہے۔ مگر پرستیدہ کی حیثیت اردو پر ستارہ کی

جا سے ماہیت بدل کر رہ جائے کیا جنت لازمی ہے؟ کیا حقیقی عمر اصل ہے۔ کیا اخلاق اور دین جاتا ہے۔ کیا سیرت قائم ہے۔ کیا جا سکتا ہے کیا بیان ہے؟ جس میں تاویل کی گنجائش بھی نہیں۔

اس عرض حقیقی پر دانا کی نظر سے بزرگوں سے تقاضا فرض ہے۔ لہٰذا اس اس طور کرتے ہیں کہ بھائی اللہ سے خدا کی نظر بچا کر رہیں گے۔ وہ بندہ ہے کہ پچھلے بچھلے باپ کا جیسا کہ خدا نے زمین پہ اُٹھا رکھی پگڑی کون اسی نسب پہ بیچ رہا ہے مگر تنگ ہے۔

(باقی آئندہ)

کیل کانٹا

تنگ دل خدا۔ خدا دل تنگ

ولایتی اخبار نویسوں کو نصیحت

ایک قصہ لاولد قاضی صاحب کا جو حقیقی نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا تھا کہ قسمت ان کے پاس چلنے پائے جس گاؤں میں قاضی صاحب کا مسکن تھا اسکے قریب ایک میلہ ہوتا تھا حضرت نے میلے کی بڑی دھوم باندھا اور قریب جان کر چپ ہوگئے۔ چھا جاتے ہی اگر شیاں لاتے بچا کر تعجب ہیں۔ وہ کاغذی زمین کا ۔۔ باقاعدہ اور دیکھنا کے لئے وہ قاضی ایک عاشق کے زمان پھر ہے دل کی طرح زنا کشوں کے بارے میں رہے ہوئے بیٹھا تھا جس زنا کشوں کی فہرست لئے ہوئے تھی مگر تیری ہی تقدیر میں بھولی نہیں۔ فہرست لکھ کے قاضی جی گرد میں باندھے اٹھا زنا کشیں نہ ہوں گی مگر جلے۔ اب بیٹھے کہ عرض رہا میں ایک پاپ نہ کی پڑی تھی قاضی نے دل میں کہا کہ اقبالی جسیں کو پکڑائے کہ اب کون سنبھالے گا۔ زنا کار کے گناہ ہے اول کہ زمین بھائی کے اور بیٹھا ہوں لگا۔ دو سے بڑے سے مگر ہو پہچان صاحبان فرمائش مشتاق بیٹھے تھے اُنھوں نے کہا: "وہ پہلا یار ہے کہ زیری گلی؟" قاضی صاحب بولے گئے جھٹ سے گرتا اٹھایا اور کہا: "بھئی ہمارا اللہ خالی ہاتھ بیٹھے فہرست گم رہی ہے" فہرست وہاں نہ تھی وہ زر کند سے بچہ جھول رہی تھی۔ لڑکیاں شور پر آئیں لگ کر بھاگیں لڑکوں نے قہقہہ لگایا! قاضی پھر بھی اپنی حماقت کے مارے واقف نہ ہوئے جھلا کے زنا کشوں کا پوٹہ چولھے میں پھینک دیا۔

"جو تیرا زمان نہ ہو کر نوکر سے چولھے میں جھونک۔ اب کیجئے کا کچھ نہ ریاز ند بیچئے۔"

سنتے ہیں کہ قاضی صاحب نے بیان جلنے سے عمد منہ بنا کر کہا کہ جب ہم گھر میں تو ہم کہا انہیں زنا کو پہلی چولھے کی لپٹ لگی؟ بتاؤ جواب نہ کریں اور کہا۔ ۔۔۔ باتیں سنا کہ بھائی کیا دیکھا زمین اسی کی۔ پھر نہ ہوئے آئے ہو کہ زمین بھی دیکھا۔ آنگن میں ساتھ زمین اُسی کی دو دو ایک اور ملامت کے ڈھیلے کے قاضی جی تھے تو اوپر آپ نے بھی کرتے کا دامن اٹھا دیا دامن تھا کیا؟ کچھ نہیں۔ ڈھیلے وہ بھی چیزوں کی جیب میں۔ غریب اخبار نویس جیب کی راہ سے اب قاضی آئندہ بکھرے میں ولایتی زنا کشوں کا پوٹہ جھونک دیجئے۔ صورت اخبار نویسوں کے ہاتھ دو زنا زبردستی۔ کہ سوا کچھ نہیں لگا سے

مہربان آپ کی نصیحت سے سرگرم ہوں

صحت نسب کی شناخت

خدا بخشے منشی سجاد حسین مرحوم (سابق اڈیٹر اودھ پنچ) کو اُنھوں نے ایک مرتبہ نہایت خوبصورت قندیل ایجاد کر کے نکالی بازاری اطفال نے اسپر ڈھیلے بازی شروع کی۔ شیشے ٹوٹ گئے۔ ہم نے کہا منشی جی قندیل اتنی اچھے گر نہیں وہ صورت میں شیشے بھی سب گئے اور قندیل روشنی تھی منشی جی صاحب اس اسے میں کنگر ہوئی زاد کہنے لگے: "بھئی تم نہیں جانتے ہو۔ شام کی سیر کے شوقین میں وہی مجرد ہیں جو اس قندیل میں ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ کتنے ہیں کتنے لڑکے صحیح النسب ہیں اور کتنے نطفہ بد ذات۔ جو صحیح النسب ہیں وہ قندیل کی طرف رخ نہیں کرتے۔ مجھے تعجب ہیں وہ ایک عمدہ اور بکار آمد چیز پر ڈھیلے ابازی کرتے ہیں۔ وہ چار آنے کہ عمرو سے لڑکوں کے اندر ونی چال چلن کا بھید کھل جاتا ہے۔ سوا اس سے کچھ نہیں۔ واقعی منشی جی نے بات گر کی بتائی تھی چنانچہ اودھ پنچ کے شائع ہوتے ہی قندیل سے کہیں زیادہ بڑی اطفال بازاری کی ایک اولی اجتماع کی طرح ہوتی ہے اس کا کام ہے کہ بڑے شخصیں قدامت کا لمبین شمار اور کس حد شخص کیوں ان پر ڈھیلے پھینکے ان میں سے کوئی بد ذات تو خیال کرتا ہے کہ اس شکل کے بگڑنے ہی ہماری جالاکی چال بھی فروغ پا جائے گی کسی صحیح النسب کو زعم ہے کہ اور کچھ نہیں تو یہی کیا کم لت ہے کہ مقابلہ تو ہو سکے گا۔ کوئی شہرت پسند کا وہ مذاق پر قانع ہے۔ شاعر کے ساتھ اور نام گرامی زبان زد ہے۔ اگر زور سی ہو کوئی اس کی شکل نہ سمجھے اعتراض کرے تو لوگ ہنسیں گے مگر شہرت ضرور ہو گی۔ یہ منصوبہ ہے اب ہمارا اسی کا اثر یک پہنچے میں مگر ہم ابھی سے صاحبان ذوق سلیم کو جتائے دیتے ہیں کہ جب یا فحال اطفال کی شکل اختیار کریں تو خدا کو مان کے ان اطفال کی تہذیب سے در گزر کریں۔ نسب کی تحقیق اور تفتیش کا انھیں اختیار ہے۔ انشاء اللہ ان میں جو علیہ نسب ضرور پہچان پر ٹھیک اتریں گے۔ خود ان کا امروز پہچانی وہ مذاق اسکی دلیل ہو گی کہ ان کی نسبت ایک ہی باپ کی ذریعت نہیں ہے۔ جھجک یہ ہم کچھ کے دیکھئے آرسی۔

التماس (منجانب) حفیظ صاحب فرید و دہلوی ۔۔۔ ایک ہفتہ قبل ۔۔۔ جواب نہیں ملا تو ہم ۔۔۔ مضامین کا جواب ۔۔۔ جواب تو صرف آ رہا ہے۔

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ تیار کردہ بہدف ادویہ

طلائے [illegible]

اگرچہ دو ا ہی مشہور ہے [illegible] [illegible]

قیمت فی بکس

۲۰ خوراک (للعہ)

[illegible] مشہور زمانہ اکسیر الخواص

[illegible]

فی بوتل پانچ روپیہ (صہ)

تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس [illegible]

طلائے مسیحی

[illegible]

مختصر یہ کہ بیان سے باہر ہے۔

قیمت فی شیشی

آٹھ روپیہ (للعہ)

حب یاقوت مقوی و ممسک

[illegible]

قیمت فی بکس ۴۰ خوراک عہ

محصولڈاک پانچ روپیہ (صہ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطبا سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے۔

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجئے۔ مہتمم دواخانہ معدن الادویہ [illegible] لکھنؤ

فہرست کلاں مفت طلب فرمائیے

نایاب اور بیش بہا تحفہ

[illegible]

تین شیشی کے خریدار کو محصول معاف

المشتہر حکیم سید [illegible] نواب [illegible]

سچا ہمدم و دلی دوست

[illegible]

ویدیا شاستری جام نگر کا تیار کردہ

ایجنٹ امر چند [illegible] لکھنؤ

بہری مہک تیل

[illegible]

مختار احمد جوہری [illegible] موجد ہے

[illegible]

مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۶-۲۷ء

[illegible] رکھنے کے قابل۔ قیمت فی جلد مع محصول۔

المشتہر: مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سکھ سنچارک کمپنی متھرا کی تیار کردہ ادویات

گورنمنٹ سے رجسٹرڈ

سدھا سندھو [illegible]

دودھ گھی کیسری [illegible] قیمت [illegible]

بال سُدھا [illegible]

اپنے شہر کے دوا فروشوں سے طلب کرو

سول ایجنٹ برائے دہلی و پنجاب | بال بہار آفس چاندنی چوک دہلی

سول ایجنٹ امر چند لکھنؤ

[illegible]

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ دریا میں گرہ لگائی

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے اور

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصۂ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصۂ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی ذھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خان

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی ذھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انسے نقل لگئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سر گلے سے ادا کرنے پر قادر نہیں تو کتاب کے اور سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صاف صاف ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے ہیں ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا وہ ایک ستار یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپکو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقت مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کا مال لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصۂ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایۂ ناز اس میں درج ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ حصۂ اول کی للعہ فی جلد۔ محصول ڈاک ہر حال ذمۂ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ